36580 ـ خاوند نے تین طلاق کے الفاظ بولے اور قاضی نے ایک طلاق لکھی عدت ختم ہونے کے بعد رجوع کرنا چاہتا ہے

سوال

میں نے اپنی بیوی کو تقریبا آٹھ برس قبل طلاق دی تھی اور جب شرعی قاضی نے طلاق لکھنے کے لیے طلب کیا تو میں نے کہا: میں اپنی بیوی فلاں بنت فلاں کو تین طلاق دیتا ہوں، اور میں جو کچھ لکھا گیا ہے میں اس کا ادراک رکھتا اور ایک پڑھا لکھا شخص ہوں.
لیکن جب اسٹام لکھنے کی باری آئی تو کاتب نے ایک طلاق لکھی، اس لیے میری بیوی کو رجوع کی امید پیدا ہو گئی اور اب تک اس نے شادی نہیں کی، اور اب میں بھی اس سے رجوع کرنے کی رغبت رکھتا ہوں، اسی طرح اس کے خاندان والے بھی رغبت رکھتے ہیں.
میرا سوال یہ ہے کہ آیا میں اپنے ذمہ کی مخالفت کر کے اسٹام میں لکھے ہوئے پر عمل کروں یا کہ ایسا نہ کروں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ایک ہی لفظ میں تین طلاق دینے کے حکم میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلا کوئی کہے:

" اسے تین طلاق " تو اکثر علماء کرام کے ہاں اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، لیکن کچھ علماء کے ہاں صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے دیں تو اس کا حکم کیا ہو گا ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دے مثلا وہ اسے کہے: تجھے تین طلاقیں " یا " تین طلاق والی " تو جمہور اہل علم کے ہاں یہ تین طلاق واقع ہو جائینگی، اور اس طرح وہ عورت اپنے خاوند کے لیے حرام ہو جائیگی حتی کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح رغبت کرے نہ کہ نکاح حلالہ اور وہ اس سے وطئ و جماع کرے اور پھر وہ طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گی.

انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عمل سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے تین طلاقوں کو جاری کر دیا تھا.

اور کچھ اہل اسے صرف ایک ہی طلاق شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر عدت گزر جائے تو وہ نئے نکاح کے ساتھ حلال ہو جائیگی انہوں صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

وہ بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے دو برس میں تین طلاق کو ایک طلاق ہی شمار کیا جاتا تھا.

چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: لوگوں نے ایسے معاملہ میں جلد بازی کرنا شروع کر دی ہے جس میں ان کے لیے تحمل و بردباری اور غور و فکر تھا، اس لیے اگر ہم اسے ان پر جاری کر دیں تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان پر اسے جاری کر دیا "

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

" بو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کیا:

کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے دو برس تک تین کو ایک ہی شمار نہیں کیا جاتا رہا ؟

تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: کیوں نہیں "

انہوں نے امام احمد کی جید سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کردہ درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ:

" ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں تو پریشان ہو گئے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی بیوی واپس کر دی اور اسے ایک ہی طلاق شمار کیا "

انہوں نے اس اور اس سے پہلی حدیث کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق کو ایک ہی طلاق پر محمول کیا ہے تا کہ ان دونوں حدیثوں اور اللہ تعالی کے اس فرمان میں جمع کیا جا سکے:

طلاق دو بار ہے البقرۃ (229).

اور فرمان بارى تعالى ہے:

پھر اگر وہ اس كو (تيسرى بار) طلاق دے دے تو ا باس كے ليے حلال نہيں جب تك كہ وہ عورت اس كے علاوہ كسى دوسرے شخص سے نكاح نہ كر لے، پھر اگر وہ بھى اسے طلاق دے دے تو ان دونوں كو ميل جول كر لينے ميں كوئى گناہ نہيں، بشرطيكہ وہ جان ليں كہ اللہ كى حدود كو قائم ركھ سكيں گے يہ اللہ تعالى كى حدود ہيں جنہيں وہ جاننے والوں كے ليے بيان فرما رہا ہے البقرة (230).

صحيح روايت سے ثابت ہے كہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كا قول يہى تھا، اور ايك روايت ميں اكثر كا قول بھى روايت كيا گيا ہے.

اور تين طلاق كو ايك طلاق شمار كرنے كا قول على بن ابى طالب اور عبد الرحمن بن عوف اور زبير بن عوام رضى اللہ تعالى عنہم سے بھى مروى ہے.

تابعين كى ايك جماعت اور سيرت نگار ابن اسحاق اور اكثر متاخر اور متقدم اہل كا قول يہى ہے، اور شيخ الاسلام ابن تيميہ اور ان كے شاگرد ابن قيم رحمہ اللہ نے يہى اختيار كيا ہے، اور ميں بھى يہى فتوى ديتا ہوں؛ كيونكہ اس ميں سارى نصوص پر عمل ہوتا ہے؛ اور اس ليے كہ يہ مسلمانوں پر رحمت اور نرمى ہے.

ديكھيں: فتاوى اسلاميہ (3 / 271 - 272).

ظاہر تو يہى ہوتا ہے كہ شرعى قاضى نے بھى اسى قول كو اختيار كيا ہے كہ تين طلاق سے ايك ہى طلاق واقع ہوتى ہے، اس ليے بيوى سے رجوع كرنے ميں كوئى حرج نہيں.

ليكن عدت ختم ہونے كے بعد رجوع نہيں ہو سكتا، بلكہ عقد جديد كيا جا سكتا ہے.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" .... ليكن اگر عدت پورى ہو جانے كے بعد رجوع ہو - يعنى تين حيض آ جانے كے بعد - تو يہ رجوع صحيح نہيں؛ كيونكہ جب عورت كى عدت پورى ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے اجنبى بن جاتى ہے، اور اس كے ليے نئے عقد نكاح سے ہى حلال ہو جاتى ہے.

ديكھيں: فتاوى اسلامية (3 / 293).

واللہ اعلم .